ناظرین کرام

چونکہ عیسائی پادری ولیم میسح کے چیلنج کو ایک سال گزرنے پر بھی کسی دیوبندی وہابی وغیرہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ لہٰذا میں نے عیسائی پادری کے چیلنج کا جواب دینا ضروری سمجھا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ؕ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ؕ

(مولانا) محمد اسماعیل نقشبندی (رحمۃ اللہ علیہ)

خلیفہ برحق تھے ابوبکر، عمر و عثمانؓ

شیرِ خدا علیؓ مرتضیٰ کا فرمان

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

عظمت خلفاء راشدین

(حصہ اول)

جس میں شیعہ علماء کی کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت برحق تھی۔

ازقلم: مولانا علامہ محمد اسماعیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

Scanned by CamScanner

فہرست مضامین عظمتِ خلفائے راشدین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	پیش لفظ	۵۲۵
۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان	۵۲۷
۳	سارے صحابہ رضی اللہ عنہم برحق ہیں	۵۲۸
۴	قرآن شریف سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت	۵۳۰
۵	پہلی آیت	۵۳۰
۶	دوسری آیت	۵۳۱
۷	تیسری آیت	۵۳۳
۸	چوتھی آیت	۵۳۵
۹	پانچویں آیت	۵۳۷
۱۰	چھٹی آیت	۵۳۸
۱۱	ساتویں آیت	۵۳۹
۱۲	آٹھویں آیت	۵۴۲
۱۳	نویں آیت	۵۴۴
۱۴	دسویں آیت	۵۴۷
۱۵	بخاری شریف سے اصحابِ ثلاثہ کے فضائل	۵۴۹
۱۶	حدیث نمبر ۱	〃
۱۷	حدیث نمبر ۲	۵۵۰
۱۸	حدیث نمبر ۳	۵۵۴
۱۹	حدیث نمبر ۴	۵۵۵
۲۰	حدیث نمبر ۵	۵۵۷
۲۱	حدیث نمبر ۶	۵۵۸
۲۲	حدیث نمبر ۷	۵۵۹
۲۳	حدیث نمبر ۸	۵۶۰
۲۴	حدیث نمبر ۹	۵۶۱
۲۵	حدیث نمبر ۱۰	۵۶۲
۲۶	حدیث نمبر ۱۱	۵۶۳
۲۷	حدیث نمبر ۱۲	۵۶۴
۲۸	حدیث نمبر ۱۳	۵۶۴

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۹	حدیث نمبر ۱۴	۵۶۶
۳۰	چاروں خلفائے راشدین کی عظمت کا بیان	۵۶۷
۳۱	حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل	۵۷۰
۳۲	صحابہ کرام کا آپس میں اتحاد و اتفاق اور محبت شیعہ کتب سے	۵۷۱
۳۳	نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	۵۷۳
۳۴	شیعہ کتب سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف شیعہ کتب سے ثبوت	۵۷۵
۳۵	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنگ میں نہ جانے کا مشورہ	۵۷۹
۳۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ رافضی حضرات سے چند سوالات	۵۸۲

Scanned by CamScanner

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

رافضی اور اہلِ سُنّت کا اصل اختلافی مسئلہ معاملہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔ اہلِ سُنّت و جماعت حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ان چاروں خلفائے راشدین کو درجہ بدرجہ حق مانتے ہیں۔ اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو عادل جانتے اور مانتے ہیں۔ کسی صحابی کے شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے کی جرأت نہیں کرتے چنانچہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ میرے صحابہ کو بُرا نہ کہو اس لئے کہ اگر کوئی تم میں سے احد پہاڑ کی برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرلے تو صحابی کے ایک مُد (سیر بھر وزن) یا آدھے (کے ثواب) کے برابر بھی (ثواب کو) نہیں پہنچ سکتا۔ (بخاری شریف مترجم جلد دوئم صفحہ ۳۸۶)

اور فرمایا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں کہ کسی کی روشنی زیادہ ہے اور کسی کی کم ہے۔ لیکن نور سب میں موجود ہے۔ اور فرمایا جس وقت کہ دیکھو تم اُن لوگوں کو بُرا کہتے ہیں میرے اصحاب کو بس

کہو کہ لعنت خدا کی ہو تمہارے اس فعلِ بد پر۔ (مشکوٰۃ شریف) پس اہلِ سُنّت اسی لئے حق پر ہیں۔ کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو عادل جانتے ہیں۔ کسی کے شان میں بے ادبی کے کلمات استعمال نہیں کرتے۔

اور فرمایا جنابِ علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے میرے حق میں فرمایا۔ کہ ہلاک ہوں گے میرے حق میں اور بسبب میرے دو شخص ایک تو حد سے زیادہ محبت کرنے والا تعریف کرے گا میری ساتھ اِس چیز کے کہ نہیں ہے مجھ میں یعنی تفضیل دے گا مجھ کو تمام صحابہ پر یا انبیاء پر یا اللہ کہے گا مجھ کو مانند جماعت نصیریہ کے اور دوسرا دشمن کہ باعث ہوگی اس کو دشمنی یہ اس پر بہتان کرے گا مجھ پر۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ خارجی اور رافضی دونوں گروہ تباہ ہوجائیں گے۔ کہ رافضی سوائے مولا علی رضی اللہ عنہ کے خلفائے ثلاثہ کو بُرا جانتے ہیں یہاں تک کہ ان کو منافق بلکہ کافر تک کہہ دیتے ہیں معاذاللہ اِس لئے ان کا ایمان برباد ہوگیا۔ اور خارجی مولا علی رضی اللہ عنہ کو دشمن رکھتے ہیں۔

اس حدیثِ پاک سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ دونوں فرقے رافضی اور خارجی گمراہ ہیں اور باطل پر ہیں۔

Scanned by CamScanner

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان

(۱)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے. کہ حضرت نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میری اُمت میں ایک فرقہ ہوگا. جن کو رافضی کہتے ہوں گے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں گے جب تم ان سے ملو تو اُنہیں قتل کر ڈالو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔

(۲)۔ حضرت نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ اے علی رضی اللہ عنہ تم جنّت میں ہو۔ اے علی تم جنّت میں ہو. اے علی تم جنّت میں ہو۔ عنقریب ایک فرقہ ہوگا. جنہیں رافضی کہتے ہوں گے۔ جب تم انہیں پانا تو ان سے قتال کرنا انہوں نے پوچھا اے نبی اللہ کیا علامت ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جمعہ اور جماعت کی نگرانی نہ کریں گے اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں گے (نزہتہ المجالس دوم ص۳۸)

خلفائے ثلاثہ کے شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرنے والا شخص مرتد ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ وہ حضرات اسلام کی صفِ اوّل ہیں۔ اور صفِ اوّل کی نماز فاسد ہو. تو پچھلی صفوں کی نماز درست نہیں ہوسکتی کیونکہ امام کو دیکھنے والی صفِ اوّل ہی ہے۔ اگر انجن کے پیچھے والا ڈبہ

اللہ کے اور جن لوگوں نے کہ جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ وہی ہیں ایمان والے سچے واسطے ان کے بخشش ہے اور رزق ہے باکرامت.

قرآن شریف کی اس آیت سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگیا. کہ اللہ تعالیٰ مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے ایمان اور اسلام کی شہادت خود ارشاد فرما رہا ہے۔ اور اُن کو پکے سچے مسلمان ثابت کر رہا ہے۔ اور اُن کے لئے بخشش اور رزق باکرامت کا وعدہ فرما رہا ہے. اب کون بدبخت ان کے ایمان اور اسلام میں شبہ پیدا کرکے اپنی عاقبت برباد کرے گا؟ جب کہ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے. کہ جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھر بار کو چھوڑا اور جنہوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اور ہجرت کرنے والوں کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور اُن کی ہر طرح کی مدد کی۔ وہ سچے مسلمان اور پکے ایمان لانے والے ہیں۔ اور مغفرت اور رزقِ کریم ان کے حصّہ میں ہے. پس خدا تعالیٰ کی ایسی شہادت کو سُن کر کون بدنصیب شخص ہوگا. کہ مہاجرین وانصار کے ایمان میں شبہ کرے؟ اور جہنم کا راستہ اختیار کرے۔ اور اللہ تعالیٰ اور رسُول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ناراضگی کا باعث بنے۔

Scanned by CamScanner

پانچویں آیت:۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ لا اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ)

ترجمہ:۔ جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور ہجرت کی اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے ساتھ مالوں اپنے کے اور جانوں اپنی کے بڑے ہیں درجے میں نزدیک اللہ کے اور یہ لوگ وہی ہیں مراد پانے والے۔

مفسرین کرام ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ قریش مکہ فخر یہ کہتے تھے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے میں اور ایام حج میں لوگوں کو پانی پلایا کرتے ہیں۔ اسلام کے مقابلہ میں وہ اپنی نیکیوں پر فخر کرتے تھے۔ کہ ہم مجاور بیت اللہ اور اس کے خادم ہیں۔ ہم سے بڑھ کر خدا کے نزدیک کس کا رتبہ ہے۔

واضح ہو کہ یہ بشارت ان مسلمانوں کے لئے ہے۔ جنہوں نے ایمان لاکر ہجرت کی اور اپنی جان اور مال سے جہاد کیا۔ جن میں خلفائے اربعہ بدرجہ اولیٰ شامل ہیں۔ اب ان اوصاف کے مقابلہ میں تعمیر مسجد اور حاجیوں کو پانی پلانا کیا ہے؟ فرض کرو کسی نے سونے کی مسجد بنائی اور شربت اور دودھ کی سبیل لگائی پھر یہ کام ابقائے اسلام اور احیائے ملت خیر الانام کے حق میں اشاعت علوم اور بنائے مسجد اور جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو سکتا ہے؟

چھٹی آیت:۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا (پارہ ۱۱ سورۃ توبہ)

ترجمہ:۔ اور آگے بڑھ جانے والے پہلے ہجرت کرنے والوں سے اور مدد دینے والوں سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہیں ان کی ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ ان سے اور راضی ہوئے وہ اس سے اور تیار کیں واسطے ان کے بہشتیں چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں ہمیشہ رہنے والے بیچ ان کے ہمیشہ۔

مفسرین فرماتے ہیں۔ اس سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو عام مسلمانوں پر سبقت رکھتے ہیں مہاجروں میں سے یعنی وہ لوگ جو مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ کو آئے اس سے اہل بدر مراد ہیں یا وہ مسلمان جو ہجرت سے قبل ایمان لائے یا وہ جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی یا وہ جنہوں نے بیعت رضوان کی۔ اور انصار میں سے یعنی وہ مسلمان جو مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ اور مکہ معظمہ کے رہنے والوں کی انہوں نے مدد کی۔ اس سے سب صحابہ مہاجر اور انصار رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔ ان سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ اور خوش ہوئے وہ خدا سے دین و دنیا کی نعمتیں پاکر۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ مہاجرین کی تعریف کرتا ہے۔ اور اُن کو جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے

Scanned by CamScanner

میرے لئے اپنے وطن اور گھر اور کنبے قبیلے کو چھوڑا اور جن پر میرے اوپر ایمان لانے سے تکلیفیں پہنچیں اور جن کو میری راہ میں ایذائیں دی گئیں تو میں بھی ان سے بڑی مہربانی سے پیش آؤں گا اور ان کو بہت اچھا بدلہ دوں گا اور ان کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

ساتویں آیت:۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ط وَالَّذِینَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا۔ (پارہ ۲۶ سورۃ الفتح)

ترجمہ:۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔ اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کے ظاہر اور باطن کی خوبیاں بیان کی ہیں۔ تاکہ مخالفوں پر حجت ہو۔ کہ ایسے لوگ خدا پرست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہیں۔ اور یہ معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کی صحبت ایسا عالی مرتبہ رکھتی ہے کہ جہاں ابوبکر آئے تو صدیق اکبر بن گئے عمر آئے تو فاروق اعظم بن گئے۔ عثمان آئے تو ذوالنورین بن گئے۔ علی آئے تو مولائے کائنات بن گئے رضی اللہ عنہم یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اثر تھا۔ غرضیکہ اس آیت

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی ظاہری خوبیاں بیان کی گئی ہیں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہیں اور ساتھ موجود رہتے ہیں اور کافروں پر سخت زور آور ہیں۔ اور آپس میں نرم دل ہیں اور ہمیشہ نماز میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اُن کے چہروں پر اللہ کا نور ہے۔ سجدے کے سبب سے کہ ہزاروں میں پہچانے جاتے ہیں۔ اور باطن کی خوبی یہ ہے کہ یہ سب صرف اللہ کی رضامندی کے واسطے ہے۔ اور اللہ کا فضل چاہتے ہیں۔ ملک و دولت دنیا نہیں چاہتے یعنی نیت ان کی اللہ کی رضا ہے۔ ریاکار تقیہ شعار نہیں۔

اس امت میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ مگر بعض صحابہ کو بُرا جانتے ہیں۔ اور ان کے شان میں بے ہودہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ خصوصاً حضرت صدیق اکبر عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو۔

حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت منع فرما دیا تھا۔ کہ میرے صحابہ کو بُرا مت کہو۔ جو ان کی کتابوں میں بھی لکھا ہوا ہے۔ پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اور اصحاب ثلاثہ کو بُرا کہنے سے باز نہیں آتے۔ میرے خیال میں جو اصلی شیعہ ہیں خواہ وہ حضرات جنات سے ہوں یا انسانوں سے ہوں ہرگز کسی صحابی کے شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا باعث نہیں ہوتے۔ یہ

Scanned by CamScanner

صرف نکلی شیعہ جو اصل میں رافضی کہلاتے ہیں۔ وہی بے ادبی کا باعث ہوتے ہیں۔

جمہور مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ سب صفتیں صحابہ کی ہیں۔ مگر ان الفاظ میں اشارہ خواصِ اصحاب کے ساتھ ہے۔ ہر ایک صفت خاص ہونے کا وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صفت ہے۔ اس واسطے کہ قرب اور معیت اور مصاحبت اور رفاقت کے ساتھ گھر اور غار اور سفروں میں آپ مخصوص ہیں۔ اور اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صفت ہے۔ اس واسطے کہ مشرکوں اور منافقوں کے ساتھ آپ نہایت سخت اور کڑے تھے۔ اور سب عالم اس بات پر متفق ہیں کہ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی صفت ہے۔ اس واسطے کہ آپ کی نرم دلی اور حیاء اور دلنوازی اور وفا مشہور و معروف ہے۔ خالق اور خلائق سب کے نزدیک آپ ان صفتوں اور نشانوں سے موصوف اور موسوم ہیں۔ رُکَّعًا سُجَّدًا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حال کی شرح ہے۔ اس واسطے کہ آپ کی اکثر اوقات عبادت ہی میں گزرتی تھی یہاں تک کہ ہر شب ہزار بار نماز شروع کرنے میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے کی آواز خلوت سے آپ کے آستانِ عالی کے خادموں کے کان میں پہنچتی تھی۔ یعنی مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ ہر رات میں ۲ ہزار رکعت نوافل پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ۔ یہ تو ہے عقیدہ اہلِ سنّت و جماعت کا۔

اب سنئے رافضی لوگوں کا عقیدہ۔ جو ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔

پس جبکہ اصحابِ کبار کی طرف سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو فتنہ و فساد کا خیال ہوا۔ اور اللہ جل شانہ اِن الفاظِ پاک سے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ خدا تم کو لوگوں کے (شر) سے محفوظ رکھے گا۔ وعدہ فرمائے۔ تو اس سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ اصحاب اپنے پیغمبر کے ایسے سخت مخالف تھے کہ پروردگارِ عالم نے ان کے شر و فساد سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا۔ مَعَاذَ اللّٰہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ۔

(کتاب آیات محکمات جلد دوم مطبوعہ نظامی پریس لکھنو ص ۱۰۰۶)

ناظرین حضرات دیکھا آپ نے ان رافضی لوگوں نے اصحابِ کبار رضی اللہ عنہم پر کیسا بے بنیاد بہتان لگایا۔ جو آیت کافروں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے نازل ہوئی۔ اس کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر چسپاں کر دیا اور قرآن کے معنے بدل دیئے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ۔

آٹھویں آیت:۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا۔ (پارہ ۲۶ سورۃ الفتح)

ترجمہ:۔ بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے۔ تو ان پر اطمینان اُتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

Scanned by CamScanner

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیعت الرضوان کے شاملین کو اپنی رضا کی سند عطا کی اور اُن پر رحمت کا نازل کرنا اور فتح و حصول غنائم کی خوشخبری دی۔ قارئینِ کرام غور کا مقام ہے۔ جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس بیعت میں شامل ہوئے اور اس پر قائم رہے۔ اِن کو منشورِ رضا الٰہی عطاء ہو چکا اور اللہ تعالیٰ کے دربار سے ملا ہوا رضائے الٰہی کا تمغہ واپس نہیں لیا جا سکتا۔ اور یہ بات مسلمہ ثبوت ہے۔ کہ اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم میں سے شیخین تو اس بیعت میں شریک تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے مکہ معظمہ میں سفیر بن کر گئے ہوئے تھے اور گویا وہ اس بیعت میں پہلے ہی سے داخل ہو چکے تھے۔ کیونکہ بیعت لینے سے مطلب ہی یہ تھا۔ کہ کوئی شخص ایسے مشکل وقت میں ہمت ہار کر لشکرِ اسلام کا ساتھ نہ چھوڑ دے۔ وہ تو پہلے ہی سے اس عہد کی وفا کا عملی ثبوت دے چکے تھے۔ کہ دشمن کے شہر میں امرِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم مان کر چلے گئے تھے۔ دوم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی بیعت میں اسی طرح شریک فرما لیا تھا۔ کہ خاص اپنے دستِ مبارک کو دستِ عثمان رضی اللہ عنہ بنایا۔ جس سے بیعتِ عثمان کا رُتبہ سب سے بڑھ گیا۔

قارئینِ کرام اب ذرا رافضی مصنّف کی بات بھی سُن لیں۔ کہ

کیا لکھتا ہے۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی حاضری اور غیر حاضری سے شیعوں کو کوئی غرض و مطلب نہیں ہے۔ اور اُن کی حاضری اور غیر حاضری دونوں مساوی ہیں اگر بالفرض وہ حاضر تھے تو گویا وہ بھی اِن بیعت کرنے والوں میں شامل تھے۔ لہٰذا وہ بھی مثل اپنے بھائیوں کے بسبب نقص ایمان و نکث بیعت اس فضیلت سے خارج ہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔ (آیات محکمات جلد دوم ص۶۰۵)

نویں آیت:- وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَ
لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ
مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط
وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (پارہ ۱۸ سورہ نور)

ترجمہ:- اور وعدہ کیا اللہ نے اُن لوگوں سے کہ ایمان لائے ہیں تم میں سے اور کام کئے ہیں اچھے۔ البتہ خلیفہ کرے گا ان کو بیچ زمین کے۔ جیسا کہ خلیفہ کیا تھا اُن لوگوں کو کہ پہلے ان سے تھے اور البتہ ثابت کر دے گا واسطے ان کے دین اُن کا جو پسند کر لیا ہے واسطے اُن کے اور البتہ بدل دے گا اُن کو پیچھے ڈر اُن کے امن سے عبادت کریں گے میری نہیں شریک لا دیں گے ساتھ میرے کچھ اور جو کوئی کفر کرے پیچھے اس کے پس یہ لوگ وہی ہیں فاسق۔

Scanned by CamScanner

مفسرین فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیت اعجاز قرآن اور صحتِ نبوّت اور خلفائے راشدین کی خلافت پر دلیل ہے۔ شانِ نزول اس آیت کا مفسرین نے یہ لکھا ہے۔ کہ بہت مشہور یہ بات ہے کہ ان ایمان والوں سے غریب مہاجر مراد ہیں۔ جنہوں نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں انصار کے گھروں میں قیام کیا اور اکثر قبائل عرب جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں تھے قریش ان سے مل کر ان غریبوں کے ساتھ لڑنے پر متفق ہوئے اور دن رات دھمکیاں دیتے اور سخت پیغام کہلا بھیجتے تھے اور غریب مہاجر اکثر اپنے پاس ہتھیار رکھتے اور خوف وہراس میں بسر کرتے۔ ایک دن آپس میں کہنے لگے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ ہم لوگ اپنے کو مطمئن اور بے خوف دیکھیں اور فراغت سے خیرو عافیت کے ساتھ بیٹھیں۔ تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور وعدہ کرکے قسم کھائی۔ کہ ضرور ان کو خلیفہ کرے گا۔ کافروں کی زمین پر عرب وعجم میں یعنی جس طرح خلیفہ کئے گئے وہ لوگ جو ان کے قبل تھے یعنی بنی اسرائیل کہ انہیں مصر اور شام کی زمین عطا فرمائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے وہاں ایسا تصرف کیا۔ جیسا بادشاہ اپنے ملکوں میں کرتے ہیں۔ اور تھوڑی مدّت میں مومنوں سے اپنا وعدہ وفا کیا۔ عرب کے جزیرے اور کسریٰ کے شہر اور روم کے شہر انہیں عطا فرمائے۔

چنانچہ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق

اور حضرت عثمانِ غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں پورا ہوا۔ اور یہ سب باتیں ان میں پائی گئیں یہ لوگ سچے مسلمان تھے جب یہ سورت نازل ہوئی تو بھی اس وعدہ میں شامل تھے۔ اور یہ کہ جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ کئی شخصوں کو خلیفہ کرے گا سو ان کو خلیفہ کیا۔ پھر اس کے بعد اگر کوئی ناشکری کرے کہ ایسے شخصوں کے خلیفہ ہونے سے اللہ تعالیٰ کا احسان نہ مانے اور اُن کی خلافت کے حق ہونے کا منکر ہو۔ تو وہ قرآن کے حکم سے فاسق ہے۔ بے حکم کہ خدا کا حکم نہیں مانتا۔ کہ جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے خلیفہ بنایا۔ ان کو برحق نہیں سمجھتا۔ پھر اس مقام پر اگر کوئی کہے کہ اس آیت سے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت مراد ہے۔ تو اُس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک شخص تھے۔ اور وعدہ ہے۔ کہ کئی شخص خلیفہ ہوں گے۔ جیسا کہ خدا کی مرضی کے موافق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہوئے۔ اُن کے بعد خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ ہوئے۔ اُن کے بعد خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ تیسرے خلیفہ ہوئے۔ ان کے بعد خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کی زبردست حکمت اس میں یہ تھی۔ کہ اگر سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے۔ تو اس حالت میں باقی تینوں خلفاء خلافت

Scanned by CamScanner

سے محروم رہتے۔ کیونکہ حضرت علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ عمر میں سب سے چھوٹے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی یہ خلفاء ثلاثہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ درجہ بدرجہ خلافتِ راشدہ ختم ہوئی جیسے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرما دیا تھا۔ کہ خلافت راشدہ تیس ۳۰ سال رہے گی۔ اس کے بعد ملوکیت یعنی بادشاہت قائم ہوجائے گی۔

پس قرآن شریف و حدیث پاک کے فرمان کے مطابق یہ خلافتِ راشدہ ختم ہوئی۔ اب جو کوئی اس پر اعتراض کرے کہ حضرت علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ کی خلافت کو غصب کر لیا گیا ہے۔ وہ کاذب ہے۔ کہ قرآن شریف اور حدیث پاک پر بہتان باندھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کا نافرمان ہے۔ کہ کسی حالت میں بھی قرآن پاک و حدیث شریف کو نہیں مانتا۔

دسویں آیت:۔ لَا يَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

ترجمہ:۔ نہیں برابر تم میں سے وہ شخص کہ جس نے خرچ کیا تھا پہلے فتح مکہ سے اور لڑائی کی تھی یہ لوگ بڑے ہیں درجوں میں ان لوگوں سے کہ خرچ کیا انہوں نے پیچھے اس سے اور لڑائی کی اور ہر

ایک کو وعدہ دیا ہے۔ اللہ نے اچھا۔ اور اللہ ساتھ اس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے۔ (پارہ ۲۷ سورۃ الحدید)

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ حضرت نے اپنا سارا مال ہی خدا کے راستے میں خرچ کر دیا تھا۔ چنانچہ معالم میں بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ ہم حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک عبا پہنے جسے کانٹے سے باندھا تھا (یعنی بجائے بند کے کانٹے تھے) کہ جبرائیل علیہ السّلام آئے اور حضور سے کہا کہ کیا سبب ہے کہ ابوبکر ایسی عبا پہنے ہیں جس کے بند کانٹے ہوں۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اپنا مال میرے لئے قبل فتح مکہ معظمہ خرچ کر ڈالا۔

جبرائیل علیہ السّلام نے کہا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ آپ میرا سلام ابوبکر سے کہہ دیں۔ اور کہیں کہ تم ہم سے اس فقر میں راضی ہو۔ یا ناخوش۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سُن کر عرض کی کیا میں اپنے ربّ سے ناخوش ہوں میں راضی ہوں۔ میں راضی ہوں۔

ناظرین حضرات اب میں بخاری شریف سے اصحابِ ثلاثہ کے فضائل تحریر کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجئے۔

Scanned by CamScanner

بخاری شریف سے

اصحابِ ثلاثہ کے فضائل

نمبر ۱ - محمد، یحیٰ، سعید، قتادہ رضی اللہ عنہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں (ایک روز) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ ابوبکر، عمر، عثمان (رضی اللہ عنہم) کوہِ اُحد پر چڑھے اچانک پہاڑ (اُحد) ان کے ساتھ (جوشِ مسرت سے) جھومنے لگا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اُحد! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے۔ اور دو شہید ہیں۔ (بخاری شریف مترجم جلد دوئم صفحہ ۳۸۷ - ۳۸۸)

اس حدیث شریف سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوگیا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صدیق ہیں۔ اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما شہید ہیں۔ اور یہ بات لسانِ نبوت سے ثابت ہوگئی کہ اصحابِ ثلاثہ سچے مسلمان اور پکے ایمان والے تھے۔ جن کو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جنت کا ٹکٹ بھی مل چکا ہے۔ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اب جو کوئی ان پاک حضرات کو معاذاللہ فاسق یا منافق کہے۔ وہ خود بے دین و گمراہ اور جہنمی ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

نمبر ۲ - محمد، یحیٰ، سلمان، شریک سعید بن مسیب۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ گھر میں وضو کر کے باہر نکلے اور جی میں کہا۔ کہ میں آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگا رہوں گا۔ اور آپ ہی کے ہمراہ رہوں گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے مسجد میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا۔ لوگوں نے بتلایا کہ آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں بھی آپ کے نشانِ قدم مبارک پر چلا۔ یہاں تک کہ چاہ اریس پر جا پہنچا۔ اور دروازہ پر بیٹھ گیا۔ اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت سے فارغ ہوئے۔ اور آپ نے وضو کیا۔ پھر میں آپ کے پاس گیا۔ تو بیر اریس پر تشریف فرما تھے۔ آپ اس کے چبوترے کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اپنی پنڈلیوں کو کھول کر کوئیں میں لٹکا دیا تھا۔ میں نے سلام کیا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا۔ اور دروازہ پر بیٹھ گیا اور اپنے جی میں کہا کہ آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان ہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے دریافت کیا کون؟ انہوں نے کہا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) میں نے کہا ٹھہریئے۔ پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ اور میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ ابوبکر اجازت مانگتے ہیں۔ فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے آگے بڑھ کر

Scanned by CamScanner

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اندر آجائیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف چبوترے پر بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اپنے دونوں پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے اور اپنی پنڈلیاں کھول لیں۔ پھر میں لوٹ گیا۔ اور اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ یکایک ایک شخص نے دروازہ ہلایا میں نے کہا کون؟ اس نے کہا عمر میں نے کہا ٹھہرئیے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کر کے عرض کیا عمر بن خطاب آئے ہیں۔ اجازت مانگتے ہیں۔ فرمایا ان کو اجازت دو۔ اور انہیں بھی جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے حضرت عمر کے پاس جا کر کہا۔ اندر آجائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ اندر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چبوترہ پر آپ کی بائیں طرف بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اپنے دونوں پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے۔ اس کے بعد میں لوٹا اور اپنی جگہ جا بیٹھا چنانچہ ایک شخص آیا دروازہ پر دستک دینے لگا۔ میں نے پوچھا کون؟ اس نے کہا عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) میں نے کہا ٹھہرئیے اور میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اطلاع دی۔ فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دو۔ نیز انہیں جنت کی بشارت دو ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی۔ میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے

کہا اندر آجائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔ پھر وہ اندر آئے اور انہوں نے چبوترہ کو بھرا ہوا دیکھا۔ تو وہ اس کے سامنے دوسری طرف بیٹھ گئے۔ (بخاری شریف مترجم جلد دوم ص ۳۸۶-۳۸۷)

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ اصحاب ثلاثہ جناب صدیق اکبر اور جناب عمر فاروق اور جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی مبارک میں ان پاک حضرات کو جنت کا ٹکٹ عطا فرما چکے ہیں ثابت ہوا کہ اصحاب ثلاثہ کے مخالف لوگ ان پاک حضرات کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قطعی جنتی فرما چکے ہیں۔ لہٰذا ان پاک حضرات کو فاسق و منافق کہنے والے خود گمراہ بے دین جہنمی ہیں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

اب قرآن شریف و حدیث بخاری شریف سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی کہ جو شخص حضرات صحابہ اور خاص کر بیعت الرضوان میں شرکت کرنے والوں کو معاذ اللہ برا کہے یا کہ ان کو منافق کہے کہ بعد میں ابوبکر صدیق یا فاروق اعظم یا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسلام سے پھر گئے۔ وہ کافر اور مرتد ہے۔ کیونکہ پھر اس کے معنی یہ ہوئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم نہ تھا۔ کہ ان حضرات کا انجام کیا ہوگا۔ کہ ان کو اپنی خوشنودی کا

Scanned by CamScanner

تمغہ دے دیا۔

نمبر ۳۳۔ مسلم اوہیب، ایوب عکرمہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل (خاص دوست) بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں۔ (بخاری شریف مترجم صفحہ ۳۸۰ جلد دوم)

اس حدیثِ پاک سے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ثابت ہو گیا۔ کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بہت بلند ہے۔ اب جو کوئی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو منافق کہے یا اپنی کسی کتاب میں یہ بے ادب کلمہ لکھے وہ ہرگز مسلمان نہیں رہ سکتا۔ فوراً ہی مرتد ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیگا اس لئے کہ اس خبیث نے اس حدیث پاک کا انکار کیا ہے۔

نمبر ۳۴۔ حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا ابوبکر اپنی چادر کا کنارہ اٹھائے ہوئے آئے ان کا گھٹنا کھل گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے یہ دوست لڑ کر آ رہے ہیں۔ ابوبکر نے آکر سلام کیا۔ اور کہا کہ میرے اور ابن خطاب کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا۔ میں نے بے ساختہ انہیں کچھ کہہ دیا۔ اس کے بعد میں شرمندہ ہوا۔ اور ان سے درخواست معاف کر دینے کی میں نے کی لیکن انہوں نے معافی دینے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا میں

آپ کے پاس التجا لایا ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا اے ابوبکر خدا تعالیٰ تمہیں معاف کر دے۔ عمر رضی اللہ عنہ شرمندہ ہوئے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان پر گئے۔ اور دریافت کیا۔ ابوبکر یہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ آپ کو سلام کیا۔ آنحضرت کا چہرہ متغیر ہونے لگا حتیٰ کہ ابوبکر ڈر گئے دونوں گھٹنوں کے بل ہو کر عرض کیا کہ میں نے ہی ظلم کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا۔ تو تم لوگوں نے کہا۔ جھوٹا ہے۔ اور ابوبکر نے کہا سچ کہتے ہیں اور انہوں نے اپنی جان و مال سے میری خدمت کی۔ پس کیا تم میرے لئے میرے دوست کو چھوڑ دو گے یا نہیں دو مرتبہ (یہی فرمایا) اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۳۸۰-۳۸۱)

اس حدیث شریف سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔ پہلی بات یہ ثابت ہوئی۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ سب صحابہ سے بلند ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مجھے ابوبکر صدیق نے سچا کہا۔ اور اپنی جان و مال سے میری خدمت کی۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے دوست ہیں۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ تمہارے یہ دوست لڑ کر آ رہے

Scanned by CamScanner

ہیں۔ تیسری یہ بات ثابت ہوئی۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہیں۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ پس کیا تم میرے دوست کو میرے لئے چھوڑ دو گے یا نہیں؟ یہ کلمہ آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔

اِس حدیث شریف کو پڑھ لینے کے بعد کوئی شخص جناب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو منافق کہے۔ تو وہ مرتد ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس لئے کہ اُس نے بخاری شریف کی صحیح حدیث کا انکار کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کو نہ مانا۔ اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہ مانے وہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

نمبر ۵ :۔ حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے کہا میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے دریافت کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ محمد بن حنفیہ بیان کرتے ہیں۔ پھر میں نے کہا۔ ان کے بعد کون ہیں؟ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ تو میں ڈر گیا۔ کہ اب کی مرتبہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے۔ تو میں نے اس لئے کہا۔ تو پھر آپ، آپ نے فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔ (بخاری شریف مترجم جلد دوم ص۳۸۵)

اِس حدیث شریف سے یہ بات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کی زبان مبارک سے ثابت ہوگئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو سب صحابہ رضی اللہ عنہم پر فضیلت ہے۔ اب جو کوئی شخص اس فضیلت کا انکار کرے۔ اُس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس حدیثِ پاک کا انکار کیا۔

نمبر ۶ :۔ مُعلی، عبدالعزیز، خالد، ابوعثمان۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ذات السلاسل میں (ایک لشکر کا امیر کر کے) بھیجا (وہ فرماتے ہیں) جب میں (اس غزوہ سے لوٹ کر) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا۔ آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے۔ فرمایا عائشہ سے۔ میں نے عرض کیا کہ مردوں میں کس سے زیادہ محبت ہے فرمایا عائشہ کے باپ سے۔ میں نے عرض کیا پھر کس سے۔ فرمایا عمر سے۔ پھر آپ نے چند آدمیوں کا نام لیا۔ (بخاری شریف مترجم جلد دوم ص۳۸۱)

اِس حدیثِ پاک سے صاف طور پر یہ بات ظاہر ہوگئی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کمال محبت ہے۔ پھر ان کے بعد ان کے والد ماجد حضرت جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کمال محبت ہے۔ پھر اُن کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

Scanned by CamScanner

سے کمال محبت ہے۔ اب اس حدیث شریف کے پڑھ لینے کے بعد اگر کوئی بدبخت ان تینوں حضرات کے شان میں کوئی بُرا کلمہ اپنی زبان بے لگام سے نکالے۔ تو وہ مرتد ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس لئے کہ جن حضرات کے ساتھ حضور سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی کمال محبت کا اظہار فرما چکے ہیں۔ یہ بدبخت اس کا انکار کر رہا ہے۔ اس لئے یہ بے ادب اور گستاخ ہے۔ کہ حضورِ علیہ السّلام کے ارشادِ عالی کے مقابلے میں ان عالی مرتبہ حضرات کے شان میں بے ادب کلمات استعمال کرتا ہے۔ اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نافرمان ہے۔ لہٰذا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

نمبر ۷:۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں نے معراج شریف کی رات جنّت میں ایک محل دیکھا۔ جس کے صحن میں ایک نوجوان عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ مَیں نے دریافت کیا یہ کس کا محل ہے۔ ایک شخص نے کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ میں نے چاہا اندر داخل ہو کر محل کو دیکھوں لیکن پھر تمہاری غیرت مجھ کو یاد آگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسُول اللہ! کیا میں آپ کے داخل ہونے پر غیرت کروں گا؟ (بخاری شریف جلد دوم صـ ۳۶۹)

اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا۔ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قطعی جنّتی ہیں۔ اس لئے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے خود جنّت میں ان کا محل دیکھ لیا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ مَیں نے عمر رضی اللہ عنہ کا محل جنّت میں دیکھا ہے۔

اب جو کوئی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ منافق کہے یا کتابوں میں لکھے وہ مرتد ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

نمبر ۸:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے خود رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیئے نے اس پر حملہ کیا۔ اور ان میں سے ایک بکری کو اٹھالے گیا چرواہے نے اس بکری کو چھڑا لیا۔ بھیڑیئے نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ سبع کے (پھاڑنے والے) اُس دن بکری کا کون محافظ ہوگا۔ جس دن میرے سوا بکری چرانے والا کوئی نظر نہ آئے گا۔ ایک شخص بیل کو ہانکے لئے چلا جا رہا تھا۔ اس پر سوار ہو گیا۔ تو بیل نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ مجھے اس لئے نہیں پیدا کیا گیا کہ تم مجھ پر سواری کرو بلکہ میں کاشتکاری کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے یہ واقعہ سُن کر سبحان اللہ کہا۔ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ میں اور ابوبکر اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اس پر ایمان لائے ہیں۔ (بخاری شریف مترجم جلد دوم صـ ۳۸۱، ۳۸۲)

اس حدیث شریف سے ایک بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی۔ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ایمان کی گواہی اپنی زبان مبارک سے

Scanned by CamScanner

ارشاد فرمائی۔ اس لئے کہ حضور سرورِ عالم جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات مبارک کے ساتھ ان دونوں حضرات کے ایمان کا ذکر فرمایا۔ اور جن حضرات کے ایمان کی گواہی دونوں جہان کے سردار جناب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرما دیں وہ کبھی بھی دینِ اسلام سے پھر نہیں سکتے اس لئے کہ حضور علیہ السلام کی کلام مبارک وحی الٰہی سے ہے۔

اب جو کوئی کہے یا کتابوں میں لکھے کہ یہ حضرات معاذاللہ منافق تھے بعد میں دینِ اسلام سے پھر گئے۔ وہ بے دین مرتد ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ناظرینِ کرام یہ سب حدیثیں بخاری شریف سے من و عن نقل کر رہا ہوں اور ایسی حدیثوں کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قرآن شریف کے بعد بخاری شریف کا درجہ ہے۔

نمبر ۹:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان کو (رضی اللہ عنہما) اس کے بعد ہم اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے تھے ان میں باہم کسی کو ترجیح نہ دیتے تھے۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم صفحہ ۳۹۷)

اس حدیث شریف سے بھی یہ بات ثابت ہوگئی۔ کہ اصحابِ کبار رضی اللہ عنہم اصحابِ ثلاثہ حضرت ابوبکر حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو اپنے اوپر بزرگی دیتے تھے۔ اور اپنے سے افضل جانتے تھے جن میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اور ان سب حضرات نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت بھی کر لی تھی اور آپس میں ایک دوسرے کے مددگار و معاون بھی رہے۔

نمبر ۱۰:۔ ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ جب تم سے شیطان کسی راستہ چلتے ہوئے ملتا ہے۔ تو وہ تمہارے راستہ کو چھوڑ کر کسی اور راہ پر چلنے لگتا ہے۔ (بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۳۹۱)

سبحان اللہ! کیا شان ہے۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے اللہ کی قسم اٹھا کر فاروق اعظم کا رعب و جلال کا ذکر فرما رہے ہیں۔ یعنی شیطان بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔ اس سے ایک بات ثابت ہوگئی۔ کہ حضرت فاروق اعظم پر شیطان کا مکر نہیں چلتا۔ لیکن جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تبرا کرتے ہیں شیطان ان پر ضرور مسلط ہوتا ہے۔ اور اس طرح شیطان، فاروق اعظم سے بدلہ لیتا ہے۔ خود تو شیطان کا فاروق اعظم پر بس نہیں چل سکتا۔

Scanned by CamScanner

لیکن ان لوگوں پر شیطان ضرور سوار ہو جاتا ہے۔ جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے ہیں گویا شیطان ان کی زبان سے بولتا ہے۔ کلام تو شیطان کرتا ہے۔ لیکن زبان اُن لوگوں کی ہوتی ہے ۔ جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بُرا جانتے ہیں۔ اس طرح شیطان حضرت فاروق اعظم سے بدلہ لیتا ہے۔ گویا حضرت فاروق اعظم کو بُرا کہنے والے خود شیطان ہی ہوتے ہیں۔ اسی لئے جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس وقت دیکھو تم ان لوگوں کو کہ بُرا کہتے ہیں۔ میرے اصحاب کو پس کہو کہ لعنت خدا کی ہو تمہارے اس فعل بد پر۔

نمبر ۱۱:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہؤا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی محدّث (ملہم) ہؤا تو وہ عمر ہوگا۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پیشتر بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے۔ کہ ان سے (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) باتیں کی جاتی تھیں بغیر اس کے کہ وہ نبی ہو۔ پس اگر میری امت میں ایسا کوئی ہؤا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوگا۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم ص۳۹۳)

سبحان اللہ اس حدیث شریف میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو محدّث کا خطاب عطا فرما رہے ہیں۔ مجھ کو ان لوگوں پر حیرت ہے۔ کہ بخاری شریف کی یہ روایتیں ان کو نظر نہیں آتیں جو لوگ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے شان میں بیہودہ کلمات استعمال کرتے ہیں؟ حالانکہ یہ لوگ خلفائے ثلاثہ کے شان میں بے ادب کلمات استعمال کرنے کے لئے خود اپنی کتابوں میں بخاری بخاری پکارتے ہیں۔ مگر کوئی صحیح حوالہ نقل نہیں کرتے صرف بخاری کے نام کو بدنام کرتے ہیں۔ اور قرآن شریف میں جو آیات کفار کے لئے نازل کی گئی ہیں۔ ان آیات کو صحابہ رضی اللہ عنہم پر چسپاں کرتے ہیں۔

نمبر ۱۲:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں۔ اس وقت سے ہم برابر کامیاب اور غالب رہے ہیں۔

(بخاری شریف مترجم جلد دوم ص۳۹۱)

اب ایک حدیث شریف اسی کتاب سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے سنیئے۔ کہ کیا فرماتے ہیں شیرِ خدا حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ۔

نمبر ۱۳:۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے تابوت پر رکھے گئے۔ تو لوگوں نے ان کو گھیر لیا۔ وہ لوگ دعا مانگتے جاتے تھے۔ اور نماز پڑھتے تھے۔

Scanned by CamScanner

اس سے پیشتر کہ جنازہ اٹھایا جائے۔ مَیں بھی انہی لوگوں میں تھا۔ کہ یکا یک ایک شخص نے میرا شانہ پکڑ لیا۔ اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے رحمت کی اور کہا اے عمر رضی اللہ عنہ تم نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا جو عمل کے اعتبار سے مجھے تم جیسا محبوب ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم مَیں خیال کرتا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ تم کو تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے اکثر و بیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے۔ کہ میں تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اور میں گیا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور میں داخل ہوا اور ابو بکر و عمر اور میں نکلا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما (یعنی آپ اپنے ہر کام اور ہر فعل میں ان کو شریک رکھتے تھے)۔ (بخاری شریف مترجم جلد دوم ص ۳۹۱)

اب رافضی حضرات کو اس حدیث شریف کو بار بار پڑھنا چاہیئے کیونکہ یہ حدیث شریف حضرت مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے ارشاد ہو رہی ہے۔ غور فرمایئے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کیسی محبت کا اظہار فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تم نے اپنے بعد ایسا کوئی آدمی نہیں چھوڑا۔ جو مجھے تم جیسا محبوب ہوتا۔ کیوں جناب یہ بھی تو بخاری شریف کی حدیث مبارک ہے۔ یہ آپ کو کیوں

نہیں نظر آتی۔ کیا اس حدیث شریف کے پڑھنے کے وقت آپ کی آنکھوں میں سفید موتیا اُتر آتا ہے؟

(نمبر ۴):۔ حضرت ابو عمرو قرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی تھا۔ جس نے چاہ رومہ کھدوایا اس کے لئے جنت ہے۔ اور اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کھدوایا تھا۔ اور جس نے جیشِ عسرت کا سامان تیار کروایا۔ وہ بھی جنت کا مستحق ہے۔ اور اس کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام سامان تیار کیا تھا۔ (بخاری شریف مترجم جلد دوم ص ۳۹۵)

اس حدیث شریف سے بھی یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ اور وہ قطعی جنتی ہیں۔ اب اگر کوئی بے دین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ منافق کہے یا کہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دینِ حق سے پھر گئے تھے تو وہ یقیناً مرتد ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ اور حدیث پاک کا انکار کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

چاروں خلفائے راشدین کی عظمت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور آپ نے خدا کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا میرے پاس آجاؤ۔ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گئے۔ آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور نہایت بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ یہ ابو بکر صدیق ہیں مہاجرین اور انصار کے شیخ ہیں یہ میرے صحابی اور صدیق ہیں۔ انہوں نے میری اُس وقت تصدیق کی جب اور لوگ جھٹلاتے تھے اور مجھے اُس وقت پناہ دی۔ جب اور لوگ مجھے ہنکاتے تھے اور اُس وقت میرے انیس بنے جب اور لوگوں نے مجھے وحشت میں ڈال دیا تھا۔ یہی وہ ہیں جن کی نسبت خدا نے مجھے حکم فرمایا ہے۔ کہ ان کو دنیا میں والد اور آخرت میں اپنا خلیل بناؤں اور اپنی جان و مال سے میری غمخواری کی۔ اپنے مال سے بلال رضی اللہ عنہ کو میرے لئے خرید لیا۔ پس ان سے دشمنی رکھنے والے پر خدا کی لعنت اور خدا اس سے بری ہے۔ اور میں اس سے

بری ہوں۔ پس جسے پسند ہو کہ خدا اور رسول سے بیزار ہو وہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر تبرا کہے۔ جو حاضر ہیں ان کو چاہیئے کہ غائب کو یہ خبر پہنچا دیں۔ پھر آپ نے فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔ وہ اُچھل کر کھڑے ہو گئے اور عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ۔ میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس آجاؤ۔ وہ قریب آگئے۔ آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگایا۔ اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور نہایت بلند آواز سے فرمایا۔ اے مسلمانوں کے گروہ یہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ یہ مہاجرین اور انصار کے شیخ ہیں۔ یہی وہ ہیں۔ جن کے قلب اور زبان پر خدا نے حق نازل فرمایا۔ یہی وہ ہیں جو حق گو ہیں اگرچہ کسی کو تلخ معلوم ہو۔ پس ان سے دشمنی رکھنے والے پر خدا کی لعنت ہے اور خدا اور میں اس سے بری ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہاں ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس آجاؤ۔ وہ قریب آئے۔ تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سینے سے لگایا۔ اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ مہاجرین اور انصار کے شیخ ہیں۔ یہ وہ ہیں جن سے آسمان کے فرشتے شرماتے ہیں۔ انہی کی نسبت خدا نے مجھے حکم فرمایا ہے۔ کہ میں انہیں اپنا

Scanned by CamScanner

سہارا اور داماد بنالوں۔ اور اگر میرے پاس کوئی تیسری بیٹی ہوتی تو اس کا نکاح بھی انہیں سے کر دیتا۔ پس ان سے دشمنی رکھنے والے پر خدا کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ پھر فرمایا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس آجاؤ۔ تو آپ نے انہیں سینہ سے لگا لیا۔ اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور نہایت بلند آواز سے فرمایا۔ اے مسلمانوں کے گروہ یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ مہاجرین اور انصار کے شیخ ہیں۔ یہ میرے بھائی چچا کے بیٹے اور میرے داماد ہیں۔ یہ میرے گوشت و خون ہیں۔ یہ میری بیقراریوں کے دور کرنے والے ہیں۔ یہ شیرِ خدا ہیں اور زمین میں خدا کے دشمنوں کے لئے شمشیرِ خداوندی ہیں۔ پس ان سے دشمنی رکھنے والے پر خدا کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ خدا اس سے بری ہے۔ اور میں بھی اس سے بری ہوں۔ پس جو خدا کی اور میری بیزاری چاہے۔ وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر تبرا کہے۔ (نزہۃ المجالس دوم ص ۴۳۱-۴۳)

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کے فضائل

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک بار حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی طرف نگاہ کی اور فرمایا میں تم دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ اور جس سے میں محبت کرتا ہوں خدا اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور خدا کو تم دونوں کے ساتھ مجھ سے زیادہ محبت ہے۔ اور تم دونوں سے ملائکہ کو بھی محبت ہو گئی ہے۔ کیوں کہ خدا کو تم سے محبت ہے۔ خدا اس سے محبت کرے جس کو تم سے محبت ہو۔ خدا اس کا دشمن ہو جائے جس کو تم دونوں سے دشمنی ہو۔ جو تم دونوں سے میل رکھے خدا اس سے میل رکھے اور جو تم دونوں سے جدائی اختیار کرے۔ خدا اس سے جدائی اختیار کرے۔ (نزہۃ المجالس دوم ص ۳۴۳)

Scanned by CamScanner

صحابہ کرام کا آپس میں اتحاد و اتفاق

اور محبت کا شیعہ کتب سے ثبوت

پس ایک دن حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے عمر اور سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہما) سے کہا اُٹھو علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلیں اور ان سے کہیں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی خواستگاری کرو۔ اگر تنگ دستی مانع ہو تو ہم ان کی مدد کریں۔ سعد بن معاذ نے کہا۔ بہت ٹھیک ہے۔ یہ کہہ کر اُٹھے اور جناب امیر کے پاس پہنچے۔ حضرت ابوبکر نے کہا اے علی آپ کو کونسی چیز فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خواستگاری سے مانع ہے ہم کو گمان یہ ہے۔ کہ خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے لئے رکھا ہے۔ باقی اور لوگوں سے منع کیا ہے جب جناب امیر نے ابوبکر سے یہ کلام سُنا۔ آنسو چشمہائے مبارک سے جاری ہوئے اور فرمایا میرا اندوہ تم نے تازہ کیا اور جو آرزو میرے دل میں پنہاں تھی اس کو تم نے تیز کردیا۔ کون ایسا ہوگا۔ جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خواستگاری نہ چاہتا ہو۔ لیکن مجھے تنگدستی اس امر کے اظہار سے شرم دلاتی ہے۔ ان لوگوں نے جس طرح ہوا حضرت کو راضی کیا۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خواستگاری کریں۔

(کتاب جلاء العیون جلد اول صفحہ ۱۶۸)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت علی المرتضی کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خواستگاری کا مشورہ دینے والوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام سرِ فہرست ہے۔ اس جماعت کی طرف سے گفتگو کرنے والے حضرت ابوبکر ہیں۔ انہیں حضرت علی کی ہچکچاہٹ کی وجہ معلوم تھی کہ تنگدستی ہے۔ اس کا علاج انہوں نے پہلے تجویز کرلیا۔ کہ مالی امداد دیں گے۔ یعنی حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دلی دوست تھے اور سچے خیر خواہ تھے اور اُن کی خاطر مالی ایثار کرنے کے لئے تیار تھے۔ ناظرین کرام یہ یاد رکھئے کہ یہ حوالے شیعہ حضرات کی کتابوں سے نقل کئے جارہے ہیں۔

Scanned by CamScanner

نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

(۱)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ میرے رب نے حکم دیا ہے۔ کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو علی (رضی اللہ عنہ) سے نکاح کر دوں۔ پس تو جا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم جلد اتنے ہی آدمی انصار سے بلا لا .... فرمایا مَیں تمہیں گواہ کرتا ہوں۔ کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح علی (رضی اللہ عنہ) سے کر دیا...... (کشف الغمہ ص۱۰۴ بحوالہ تحذیر المسلمین ص۱۹۵)

(۲):۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جبرائیل نازل ہوُا اور کہا اے محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اللہ تعالیٰ نے عرش پر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا نکاح علی (رضی اللہ عنہ) سے کر دیا۔ اور مقرب ترین فرشتوں کو نکاح کا گواہ بنایا۔ آپ زمین پر یہ نکاح کر دیں۔ اور اپنی امت کے بہترین آدمیوں کو اس پر گواہ بنائیں۔ (فصل الخطاب ص۱۰۳ بحوالہ تحذیر المسلمین ص۱۹۵-۱۹۶) ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوُا۔

(۱)۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جن لوگوں کو دعوت دی ان میں اصحابِ ثلاثہ سرفہرست ہیں۔

(۲)۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اس نکاح کے گواہ ان لوگوں کو بنائیں جو بہترین اُمت ہیں۔

(۳)۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی لہٰذا

اصحابِ ثلاثہ بہترین اُمّت میں سے ہیں۔

(۴)۔ جو مقام عرش پر مقرب ترین فرشتوں کا ہے۔ وہی مقام زمین پر اصحابِ ثلاثہ کا ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ رسُول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم جن لوگوں کو بہترین اُمت قرار دیں ان پر اگر کوئی شخص طعن کرے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ اسے خدا و رسُول سے کوئی محبت اور تعلق نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

شیعہ کُتب سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف

جلاء العیون شیعہ حضرات کی معتبر کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے

(۱)۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو سَب نہ کرنا اس واسطے کہ کوئی شخص تم سے خرچ کرے برابر اُحد پہاڑ کے سونا راہِ خدا میں اور صحابی دے ایک مٹھی یا آدھی۔ تو تمہارا پہاڑوں برابر سونا خیرات کرنا اس مٹھی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(۲)۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم ایسے گروہ کو دیکھو میرے صحابہ پر لعنت کرتا ہے۔ پس تم کہو۔ ان صحابہ کو بُرا کہنے پر اس بدی کی وجہ سے اللہ کی لعنت ہو۔

(۳)۔ اور فرمایا اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں میرے بعد اپنی اغراض کا نشانہ نہ بنانا۔ جس نے ان کو میری محبت کی وجہ سے دوست رکھا۔ اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اور جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی۔ اور جس نے مجھ کو ایذا دی اسس نے خدا کو ایذا دی۔ اور جس نے خدا کو ایذا دی اس کو خدا اپنی گرفت میں لے لے گا۔

(جلاء العیون مصنفہ محمد باقر مجلسی عالم شیعہ جلد اوّل ص۳۲)

شیعہ کُتب سے ثبوت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میدانِ جنگ میں نہ جانے کا مشورہ

جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے غزوۂ روم میں شرکت کے لئے حضرت سے مشورہ لیا۔ تو فرمایا خداوند عالم حوزہ اسلام کے استحکام اور ان کی غیر محفوظ جگہوں کو (دشمن کی) نظر سے بچائے رکھنے کا ضامن ہے۔ جس نے اس وقت ان کی مدد کی جب وہ اس قدر کم تھے کہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔ وہی خدا اب بھی زندہ اور حیّ لایموت ہے۔

تم اگر خود ان دشمنوں کی طرف گئے اور ان سے ٹکر لی اور معاملہ دگرگوں ہو گیا تو دور کے شہروں کے سوا مسلمانوں کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں رہے گی اور نہ تمہارے بعد کوئی ایسی جگہ رہے گی۔ جہاں پلٹ کر آ سکیں۔ تم (اپنے بجائے) ان کی طرف کوئی تجربہ کار آدمی بھیجو اور اس کے ساتھ اچھے کارکن اور خیر خواہ بھیج دو۔ پس اگر اللہ نے غلبہ دیا تو تم یہی چاہتے ہو۔ اور اگر دوسری صورت (شکست) ہوئی تو تم لوگوں کے لئے مددگار اور مسلمانوں کے لئے پناہ گاہ ہو گے۔ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۳۴ ص۴۲۴)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس کلام سے حسبِ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

(۱)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پورا اعتماد و بھروسہ تھا اور باہمی کامل اتحاد تھا۔ کہ ہر ایک معاملہ میں ان سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ ورنہ یہ مسلّم ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے دشمن سے ایسے اہم معاملہ میں ہرگز مشورہ نہیں لیا کرتا۔

(۲)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ سمجھتے تھے اور ان کو کچھ صدمہ پہنچنا صدمۂ اسلام تصور فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ نہ دیا۔ کہ اس مہم میں بذات خود معرکۂ کارزار میں جائیں۔ اگر خدانخواستہ باہمی کدورت ہوتی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیرخواہ نہ ہوتے تو یہ مشورہ کیوں دیتے کہ آپ لڑائی میں نہ جائیں۔ تاکہ کوئی صدمہ نہ پہنچ جائے۔ بلکہ ان کی تو یہ خواہش چاہیئے تھی کہ یہ خود وہاں جائیں ان کا وہاں کام تمام ہو اور آپ کے لئے جگہ خالی ہو۔ غرض جنابِ امیر رضی اللہ عنہ کا یہ مشورہ دینا کہ آپ میدانِ جنگ میں نہ جائیں۔ بلکہ آزمودہ کار جرنیل کو بھیج دیں۔ اس کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صادق الوداد دوست تھے۔

(۳)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کامیابی کو کامیابیٔ اسلام تصور کرتے تھے۔ اس لئے ان کو تسلّی دی۔ کہ ایزد متعال تمہارا اور مسلمانوں کا خود حافظ و ناصر ہے۔

جب مسلمان تھوڑے تھے اس وقت بھی ان کی حفاظت فرمائی اور اب تو خدا کے فضل سے مسلمانوں کی تعداد کثیر ہے۔ پھر اس کی تائید و نصرت پر کیوں بھروسہ نہ کیا جائے۔ جنابِ امیر رضی اللہ عنہ کے کلام سے یار لوگوں کی اس من گھڑت کی بھی تردید ہوتی ہے۔ کہ مسلمان بعد وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف تین چار ہی رہ گئے تھے۔ باقی سب معاذ اللہ۔ اسلام سے پھر گئے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ یوں فرماتے کہ پہلے مسلمانوں کی تعداد کثیر تھی۔ اب گنتی کے چند آدمی مسلمان رہ گئے ہیں۔ ان کو اس مہم پر بھیجو تو فتح ہو گی۔ ورنہ شکست۔

Scanned by CamScanner

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مشورہ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جنگِ فارس میں شرکت کے لئے آپ سے مشورہ لیا۔ تو فرمایا اس امر (جنگ) میں کامیابی اور ناکامی کا دارومدار فوج کی کمی اور زیادتی پر نہیں ہے۔ یہ تو اللہ کا دین ہے۔ جسے اس نے سب دینوں پر غالب کیا ہے اور اس کا لشکر ہے۔ جسے اللہ نے تیار کیا ہے۔ اور اس کی ایسی نصرت کی ہے۔ کہ وہ بڑھ کر وہاں تک پہنچا جہاں تک پہنچ گیا اور وہاں تک پھیلا جہاں تک پھیل گیا۔ اور ہم سے اللہ کا وعدہ ہے اور خدا اپنا وعدہ ضرور ضرور پورا کرنے والا ہے۔ اور (امورِ سلطنت میں) حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے۔ جو مہروں میں ڈورے کی جو انہیں ایک جگہ ملا کر رکھتا ہے۔ پس اگر ڈورا ٹوٹ جائے تو سب مہرے بکھر جائیں گے۔ اور پھر کبھی سمٹ نہ سکیں گے۔ آج عرب والے اگرچہ گنتی میں کم ہیں۔ لیکن اسلام کی وجہ سے وہ بہت ہیں اور باہمی اتحاد کی وجہ سے غالب ہیں۔ تم اپنی جگہ کھونٹی کی طرح جم کر نظم و نسق کی چکی چلاتے رہو۔ اور عرب کو جنگ کی آگ کا مقابلہ کرنے دو۔ اس لئے کہ اگر تم اس زمین سے دور ہو گئے۔ تو عرب اطراف و جوانب سے تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ یہاں تک کہ تمہیں اپنے سامنے کے حالات سے زیادہ ان

انتظامات کی فکر ہو جائے گی جنہیں تم غیر محفوظ چھوڑ گئے ہو۔ کل اگر عجم والے تمہیں دیکھیں گے تو آپس میں کہیں گے کہ یہی تو اصل (سردار) عرب ہے۔ اگر تم نے اس کا قلع قمع کر دیا تو آسودہ ہو جاؤ گے۔ لیکن تم یہ جو کہتے ہو۔ کہ وہ لوگ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے چل پڑے ہیں۔ تو اللہ ان کے بڑھنے کو تم سے زیادہ بُرا سمجھتا ہے۔ اور جسے وہ بُرا سمجھے اس کے بدلنے پر زیادہ قادر ہے۔ اور یہ جو کہتے ہو کہ ان کی تعداد بہت ہے تو ہم سابق میں کثرت کے بل بوتے پر نہیں لڑا کرتے تھے۔ بلکہ (اللہ کی) تائید و نصرت کے سہارے پر۔

(نہج البلاغہ حصہ اوّل خطبہ نمبر ۱۴۶ صفحہ ۴۵۰)

جناب امیر رضی اللہ عنہ کے اس فصیح و بلیغ خطبے میں (قیمتی مشورہ) آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہے کہ علی المرتضیٰ اور خلیفۂ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہما باہم شیر و شکر تھے۔ دونوں کو ایک دوسرے پر مکمل اعتماد و بھروسہ تھا۔ اس میں بھی غزوۂ روم کی طرح جب امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا۔ تو آپ نے کمال خیر خواہی سے اُن کو یہی مشورہ دیا۔ کہ آپ بذاتِ خود معرکۂ کارزار میں تشریف نہ لے جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایرانی آپ کو لشکرِ اسلام کا قائد اعظم سمجھ کر یکبارگی ٹوٹ پڑیں آپ کو نقصان

پہنچانے کی سعی کریں۔ اگر خدا نخواستہ باہمی دشمنی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوب موقعہ ہاتھ آگیا تھا۔ یہی مشورہ دیتے کہ تم خود لڑائی پر جاؤ تاکہ ایرانی تمہارا کام تمام کردیں اور خلافت کی گدی ہمارے لئے خالی ہوجائے۔ اور آپ نے یہ جو فرمایا کہ حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے۔ جو مہروں میں ڈورے کی۔ یعنی تسبیح کا ڈورا جب ٹوٹ جائے تو موتی بھی بکھر جاتے ہیں۔ تو اس امر پر ناطق فیصلہ ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برحق خلیفہ سمجھتے تھے ورنہ یہ مثال کیوں دیتے؟ شیرِ خدا کی نگاہ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات بقاءِ اسلام و اسلامیان تھی اور آپ صدقِ دل سے آپ کی سلامتیٔ جان کے متمنی تھے۔ اس سے زیادہ واضح اور روشن دلیل اس امر کی اور کیا ہوسکتی ہے۔ کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سچا خلیفۂ رسول اور پیشوائے اسلام سمجھتے تھے۔ غرض اس خطبہ کا لفظ لفظ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تعریف سے پُر ہے۔ پھر رافضی حضرات کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ جس شخص کی تعریف حضرت علی المرتضیٰ فرمائیں۔ تم اُس کو منافق کہو؟ حیرت کی بات ہے۔ کہ پھر تم نے شیرِ خدا کو کیا مانا؟ اور آپ کے ارشاد کی کیا عزت کی؟ اور یہ حوالے بھی آپ کی کتابوں کے ہیں۔ پھر کس قدر شرم کی بات ہے۔ کہ اپنی کتابوں کو بھی نہیں مانتے۔

اب آخر میں

رافضی حضرات سے چند سوالات

کر کے ختم کرتا ہوں

(۱)۔ پہلے ایک حوالہ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب سے نقل کرتا ہوں ملاحظہ فرمایئے۔ "تاجدارِ دو عالم نے تمام مسلمانوں کو جمع کر کے ایک عظیم الشان خطبہ دیا اور ان منافق صحابہ کا نام لے کر فرمایا۔ جاؤ میری مسجد اور میری محفل سے نکل جاؤ۔ جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور علیہ السلام نے جمعہ میں خطبہ دیا۔ پس فرمایا۔ اے فلاں فلاں نکل جا۔ کیوں کہ تو منافق ہے۔ ان میں سے بہت سے آدمیوں کو رسوا کرکے نکال دیا۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے۔ کہ جو منافقین مرد نکالے گئے۔ وہ تین سو اور عورتیں ایک سو ستر تھیں۔ یہ منافق مرد اور عورتیں خاص مدینہ کے رہنے والے اور اپنے اپنے ہم خیال لوگوں کے سردار تھے۔" (جلاء العیون اردو جلد اوّل ص ۲۳-۲۴)

اب یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے۔ جس کا جواب رافضی حضرات کے منہ پر ہے۔ جو اصحابِ ثلاثہ کو معاذ اللہ منافق کہتے ہیں اور اپنی کتابوں میں بھی لکھتے ہیں۔ اگر اصحابِ ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

Scanned by CamScanner

منافق تھے۔ تو جنابِ رسُول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن حضرات کو مسجد سے کیوں نہ نکال دیا؟ بلکہ آپ نے اُن کو ہمیشہ اپنے خاص مصاحب بنا کر رکھا۔ اور بعد وفات شریف بھی اُن کو اپنے پاس ہی جگہ عنایت فرمائی۔ دیکھ لیجئے اب بھی ان کو ایسی ہمنشینی حاصل ہے۔ کہ آپ کے دو وزیر آپ کے پہلو بہ پہلو سوئے ہوئے ہیں جن کو آپ حشر کے روز ساتھ لے کر قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے۔

(۲)۔ اگر حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ معاذ اللہ منافق وکافر تھے۔ تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنا نکاح کیوں کیا؟ اور اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ معاذ اللہ منافق وکافر تھے تو جناب رسُول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اپنا نکاح کیوں کیا؟ اور اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ معاذ اللہ منافق تھے تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی دو صاجزادیوں کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیوں کر دیا؟ حالانکہ قرآن شریف نے اس سے صریح ممانعت کر دی ہے۔ کہ کفّار کو ناطے دیئے جائیں یا اُن سے لئے جائیں۔

(۳)۔ اگر اصحابِ ثلاثہ معاذ اللہ منافق وکافر تھے ان کو اہلِ بیت سے بغض وعداوت تھی تو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی امّ کلثوم کیوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نکاح کر دی؟ اگر کہا

جائے کہ انہوں نے جبراً چھین لی تو آپ کی شجاعت وغیرت پر حرف آتا ہے۔ اگر رضامندی سے نکاح کر دی تو ان کی فضیلت ثابت ہوئی۔ اور یہ نکاح شیعہ حضرات کی کتابوں سے ثابت ہے۔ یہاں صرف ایک حوالہ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمایئے۔"

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امّ کلثوم سے عقد کیا اور چالیس ہزار درہم مہر میں دیئے۔" (کتاب آیات محکمات جلد دوم ص۲۴۴) مصنفہ مولوی سید امیر حسن

اگرچہ یہ کتاب صحابِ ثلاثہ کے سخت خلاف لکھی گئی ہے۔ لیکن نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساتھ امّ کلثوم۔ کا انکار نہ کر سکے۔ اور مہر چالیس ہزار درہم سے معاملہ صاف ہو گیا۔ کہ نکاح حضرت امّ کلثوم کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رضامندی سے ہوا تھا۔ باقی سب روایتیں غلط اور بیہودہ ہیں۔

(۴)۔ اگر اصحابِ ثلاثہ معاذ اللہ منافق و کافر تھے تو جنابِ رسُول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کیوں نہ کی؟ حالانکہ قرآن پاک کا حکم ہے۔ اے نبی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کافروں اور منافقوں سے جہاد کیجئے۔ اور فرمایا کافروں سے قتال کیجئے تاکہ فتنہ مٹ جائے اور اللہ کا دین پھیل جائے۔

(۵)۔ اگر اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم معاذ اللہ مومن نہ تھے۔ تو کیوں نصرت الٰہی ان کے شاملِ حال رہی۔ قیصر وکسریٰ کی حکومت الٹ دی

ملک بھر میں اسلامی سلطنت قائم ہو گئی۔ ہر ایک معرکہ میں مظفر و منصور ہوئے حتیٰ کہ خلافت بھی انہی کو ملی۔ اور اللہ کا دین مشرق و مغرب تک پھیل گیا۔

(۶)۔ اگر خلافت اصحابِ ثلاثہ حق نہ تھی۔ تو حضرت شہر بانو بنت یزدجرد دختر شاہ فارس جو مالِ غنیمت میں آئی تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ تو آپ نے کیوں قبول کی؟ جبکہ یہ غنیمت درست اور حلال ہی نہ تھی۔ اس لئے کہ رافضی حضرات خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو مانتے ہی نہیں اور کہتے ہیں۔ کہ خلفائے ثلاثہ زبردستی تختِ خلافت پر بیٹھ گئے۔ ان کی خلافت ناجائز خلافت تھی۔ تو جب اُن کی خلافت ہی ناجائز تھی تو جہاد کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ اور جب جہاد ہی ناجائز ہؤا تو مالِ غنیمت کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ سوچو اور پھر سوچ کر جواب دو۔

مَیں یہ چند سوالات رافضی حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ کوئی صاحب جواب باصواب سے مطلع کریں گے۔ اور اگر جواب نہ دے سکیں اور ہرگز نہیں دے سکتے۔ تو خدارا راہِ راست پر آجائیں اور اصحابِ رسُولِ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بدگوئی سے باز آجائیں۔

(محمّد اسماعیل نقشبندی)

(حصّہ اوّل ختم ہوُا)

یا اللہ (جلّ جلالہٗ) ۷۸۶ / ۹۲ یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم)

شیرِ خُدا علی المُرتضیٰ کا فرمان

خلیفۂ برحق تھے ابوبکر، عمر و عثمان

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

عظمتِ خلفائے راشدین

(حصّہ دوم)

جس میں شیعہ حضرات کی کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے

کہ

خلفائے ثلاثہ کی خلافت برحق تھی

ازقلم

مولانا علامہ محمد اسماعیل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ